جاء الحق وزہق الباطل
کتاب لاجواب بر فرقۂ غیر مقلدین مولفہ جناب مولانا مولوی ابوالخیر محمد خیر المبین صاحب
البرہان المبین فی اسکات غیر المقلدین
بہ حسن اہتمام و سعی مالا کلام حکیم ناظر حسن ناظر مہتمم مطبع نجفی و اڈیٹر
اخبار گوہر نجفی مملوکۂ والا جناب حافظ محمد مصطفیٰ نجف صاحب امروہوی
در مطبع نجفی واقع کلکتہ طبع گردید
۱۳۰۱ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعلنا من زمرة المقلدين التابعين وعلمنا من علوم العلماء
الراسخين الهادين المهديين والصلوة والسلام على من نسخ دينه اديان
الكافرين الضالين المضلين وعلل المبتدعين الطالحين الغاوين وعلى آله
واصحابه الذين كانوا يتمسك شريعته لاتقين الصالحين ولدفع الضلالة
والجهالة والغواية قائمين

اما بعد حمد وثناء پروردگار اور صلوة وسلام جناب احمد مختار کے بندہ گنہگار
امیدوار رحمت کردگار عاجز کمترین زمان **ابو الخیر محمد خیر المبین خان**
بڑودوی ثم الحیدرابادی غفر الله له ولوالدیه ولسائر المسلمین خدمت مین
برادران دین مقلدین ائمہ مجتہدین کے عرض رسا ہے کہ خاکسار بحکم سیروا
فی الارض فانظروا سیر و سیاحت کرتا ہوا اور جزیرہ رنگون ملک برہما مین وارد
ہوا اور ایام متعدد یہان اقامت رہی اسی مدت اقامت مین یہ حال منکشف ہوا
کہ یہان بھی فرقہ ضالہ طائفہ یعنی [illegible] کی ایک شخص موجود ہے اور انہون نے بہی عام اہل

فریبی کے دام بچھا رکھے ہین عوام کالانعام کو راہ حق سے ہٹکا کے مقام تذبذب
مین ڈالدیا۔ اکثر ونکو تو اپنی مسائل مخترعہ سکھا کر مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ
لَآ اِلٰی هٰؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی هٰؤُلَآءِ کا مصداق بنایا اور کتنے ایک بنگالیون کو
تو پورا پورا الٹا گمراہ وہابی کر دیا کہ جسکے باعث سے آجکل ونمین باوجود بے علمی کے
یہ زعم پیدا ہوا ہے کہ جس کسی مولوی کو دیکھتے ہین تو برملا یہ پوچھتے ہین کہ
[مولوی صاحب آپ مجیب کے مکدمے مین کیا پھرماتے ہین یہ حنفیہی سا یہی کا مجیب
کہانسے نکلا ہمارے چند مسائل ہین انکو شہی سوشلیم یا بکہار اشریف کی حدیث سے بتاو
یا مشکواۃ کی کوئی حدیث دکھاؤ مجیب تو ہم مانتے نہین اور یہہ بکہ ہم جانتے
نہین وہ تو ابو حنیفہ نے اکل سے بنایا ہے] نعوذ باللہ من ہذہ الجہالۃ
کسینے کیا اچھا کہا ہے ۔ ؎ کھلوست لگے ویکھنے آرسی کو
چھچھوندر لگی بولنے فارسی کو　　عجب تیری قدرت عجب تیرے کھیل
چھچھوندر کے سر مین چنبیلی کا تیل ؟　　ایک شخص گھوڑے کو نعل لگا رہا تھا
اور ایک مینڈکی بیٹھی دیکھ رہی تھی جب وہ شخص نعل لگا چکا تب مینڈکی بھی
پیر اٹھا کے کہنے لگی کہ بھیا ہمارے پیر مین بھی نعل لگا دو۔ کیا خوب عام
وہابیون کو طہارت کا مسئلہ تو یاد نہین صاف سیدھے نام کی تو یہ خرابی اور بیہر
طرفہ یہ کہ لگے اماموں پر طعن کرنے اور فقہ سے انکار ؏ برین عقل و دانش
ببایدگریست ؛ قبل اسکے بیر کرادر معظم جناب عالم اجل فاضل بے بدل حضرت مولانا
مولوی محمد بشیر خانصاحب جو رنگون رونق بخش ہوئے تھے انہون نے
بھی اپنی تقریر دلپذیر سے بہت کچھ وہابیون کا ردو قدح کیا اور چند برگشتہ
شخصونکو راہ راست پر لانیکے لئے نہایت سعی کام مین لائے انکے موعظہ حسنہ
کے تماشہ سے ایک تو سدھر گئے اور ماباقی تو وَیَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ

یعنی مکھون کے جال مین ایسے پھنسے رہے کہ چھٹنا انکا محال ہوا اس مرتبہ
راقم سے بھی نہایت ردوقدح وقوع مین آیا اور وہابیون کو زبانی زجر و توبیخ
کی گئی لیکن چونکہ وہ لوگ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ
غِشَاوَةٌ کے مصداق تھے اسلیے ہماری تقریر نے انکے سخت دلونپر اثر نہین کیا اور
ہماری تمام گفتگو اور محنت کو هَبَاءً مَّنْثُوْرًا ط سے اڑادی چونکہ اور ستاون
کے وہابیون نے بھی ہمسے مباحثے کرکرکے ہماری طبیعت کو خوب ہی برانگیختہ
کر رکھا تھا اور یہان کے بعض وہابی بنگالیون کی کج بحثی نے بھی مین اور ابھارا تب
تو دل مین یہ خیال گذرا کہ وہابی اگر خود وہابی ہوتے تو ہوے لیکن انکی
تو یہ مثال ہے کہ ع مین تو ڈوبا ہون ولے تجھکو بھی لے ڈوبونگا+ اپنے
مکر وتزویر کے جال مین غیرون کو پھنسانیکے لیے ہمہ تن مصروف ہین اور اپنی
تمام توجہ کو اس طرف مبذول رکھتے ہین رسالے چھاپتے ہین اشتہار بانٹتے
ہین تاشاید اندھے کے ہاتھ بٹیر لگ جائے اور دلکی مراد برآئے اس لیے طبیعت
نے چاہا کہ اپنے مسائل مختلف فیہا کی بحث مین ایک رسالہ مختصر بطور مشتے نمونہ
از خروارے ایسا لکھیے کہ جس سے عوام کو استفادہ ہو اور وہابیونکے اعتراض ہر
مسئلہ کا قرآن و حدیث سے مختصر مدلل جواب - تاپڑھنے والے کی طبیعت
منشرح ہو جائے اور اسکے مطالعہ سے وہابیون کے قلع وقمع کی جرأت
آئے یہ خیال تو دل مین تھا ہی تھا اسپر محبی و مشفقی صاحب اللطف والجود
والکرم ذو الفضل والشیم کان ہمت و مروت بحر خبرت و فتوت جناب سیٹھ
حاجی احمد صاحب مدنی بن سیٹھ حاجی ملا داود صاحب زاد مجدہم و لطفہم کا
اصرار و استمداد مزید ہوا اور نیز بعض احباب نے اپنی بلند حوصلگی اور
عالی ہمتی سے اس رسالہ کے طبع کرانے کا ذمہ اپنے سر لیا [illegible]

قلم کو ایڑ دی اور بفضل خدا دو ہی روز میں رسالہ تیار کیا اور نام اسکا
البرہان المبین فی اسکات غیر المقلدین رکھا اور اسکو دو بابون پر مرتب کیا امید
ناظرین باتمکین سے یہ ہے کہ بمقتضای بشریت اگر کوئی خطا وقوع میں آئی ہو
تو الانسان مرکب من الخطاء والنسیان پر نظر رکھکر عین عطا سے
چھپائیں زبان طعن دراز نکریں بلکہ قلم اصلاح سے اُسے درست فرمائیں کہ
ع ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود * وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ

باب اول

اسمین وجوب تقلید ائمہ اربعہ کے دلائل اور وجہ انحصار مذاہب چار کا ذکر ہے

جاننا چاہیے کہ لامذہب وہابیہ اپنی سوء فہمی سے تقلید ائمہ اربعہ کو شرک کہتے
ہیں اور مقلدین کو بہتر فریق ناری میں قرار دیتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ
تقلید ائمہ اربعہ کی واجب ہے اور جب واجب ہوئی تو تارک اسکا فاسق
اور فاجر اور جب فاسق اور فاجر ہوا تو مقام اُسکا جہنم ہے۔ پس اگر وہابی
کہیں گے تقلید واجب کیونکر ٹھیری تو پہلے اُنسے واجب کی تعریف دریافت
کرنا چاہیے کہ واجب کسے کہتے ہیں لا محالہ یہی بولینگے کہ الواجب ما ثبت
بدلیل ظنی یثاب فاعلہ ویعاقب تارکہ ولا یکفر جاحدہ واجب
وہ ہے جو ثابت ہوا ہو دلیل ظنی سے ثواب دیا جائیگا کرنے والا اسکا اور عذاب
دیا جائیگا ترک کرنے والا اسکا اور نہ کافر ہوگا منکر اوسکا اور اگر فرض کی تعریف
دریافت کیجیے تو یہی جواب ہوگا کہ الفرض ما ثبت بدلیل قطعی یثاب
فاعلہ ویعاقب تارکہ ویکفر جاحدہ فرض وہ ہے جو ثابت ہوا ہو
دلیل قطعی سے ثواب دیا جائیگا فاعل اسکا اور عذاب دیا جائیگا تارک اسکا
اور کافر ہوگا منکر اوسکا پھر اگر دلیل قطعی اور ظنی سے سوال کیجیے تو یہی جواب ہے

ہوگا کہ جو حکم شارع کا صراحۃً ہو وہ دلیل قطعی ہے اور جو کنایۃً ہے وہ دلیل ظنی
پس جب فرض اور واجب کی تعریف ہو جائے تب قول اللہ کو زبان پر لائے
قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ
اطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اور جو صاحب حکومت ہوں تم میں سے
اور قول اللہ تعالی کا فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ پوچھو
تم اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے حکم ان آیتوں کا عام ہے نہ خاص لیکن چونکہ
اور بوسیت قرون ثلثہ کی حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین
یلونهم فشاء الکذب مین پائی گئی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بہتر زمانوں کا میرا زمانہ ہے یعنی صحابہ کا پھر وہ جو اوس سے ملے یعنی تابعین کا پھر
وہ جو اُس سے ملے یعنی تبع تابعین کا پھر پھیل جائیگا جھوٹ۔ اور ترویج مذاہب
اربعہ کی اسی قرون ثلثہ مین ہوئی اسلیئے علماء رفیع الشان منیع المکان
نے اُولِی الْاَمْرِ اور اَهْلَ الذِّکْرِ سے جو آیت مذکورہ مین واقع ہے ظناً اتباع
ائمہ مجتہدین مراد لی اور موافق تعریف واجب کے جسکا ثبوت ظنی ہو اُس
اتباع کو واجب گردانا پس منکر اسکا کافر نہیں زمرہ فساق سے باہر نہیں تارک
اسکا معذب ہے اور متبع اسکا مثوب قطع نظر اسکے ثبوت تقلید کو یہ آیت بھی کافی
ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ جس دن کہ پکارینگے
ہم سب آدمیونکو ساتھ اماموں اُنکے کے ظن غالب یہ ہے کہ ہماری نسبت
کر کے مراد اماموں سے ائمہ اربعہ ہیں (امام) مفرد کو (هم) ضمیر جمع کی طرف
جب مضاف کیا تو ثابت ہوا کہ ہر جمع کے واسطے ایک امام ضرور ہوگا تو
وہ امام ائمہ اربعہ مین اس لیئے اونکی تقلید ضرور ہوئی کیونکہ بعد انکے مقلدونکو یا حنفی یا مالکی
یا شافعی و یا حنبلی کہکے پکاریگا اور سبب ثبوت ظنی ہر امر جو ظنی ہو وہی واجب ہے

فصل پھر اگر وہابی کہین کہ مذاہب اربعہ مین کس لیئے دین منحصر ہوا رسول اللہ
کے وقت مین تو مذاہب تھے ہی نہین تو معلوم کرنا چاہیے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ حیات مین بوجہ انکہ آپکو دین حق کی اشاعت
بعجلت عجیلہ منظور تھی کوئی آئین خاص جو مشتمل ہو جمیع مسائل کلیہ و جزئیہ پر
اس دین کے متبوعین کیلیے منضبط نہین ہوا تھا کہ جیسے مسائل عبادات و
معاملات استنباط کرکے دین و دنیا کے کام انکو سر انجام دین قرآن بھی خاص
خاص لوگون کو یاد تھا اور امتیاز ناسخ و منسوخ کا بھی ہر ایک کو نتھا احادیث
رسول اللہ جو مراد ہے آپکے اقوال و افعال و سکوت سے وہ اکثر انکو زبانی
معلوم تھین اور موافق اپنے علم و فہم کے اسکو دین مین ان احادیثون
پر کار بند ہوتے تھے اگر کسی امر مین شبہہ آتا تو فوراً رسول اللہ سے دریافت
کرتے نہ اوسوقت مین قواعد ترتیب و تطبیق احادیث و امتیاز ناسخ و
منسوخ منضبط تھے اور نہ کسینے اُنسے اسطرف توجہ کی اگر ایسا ہوتا تو آپکا
دین اس مدت یسیرہ مین اطراف و اکناف عالم مین کیونکر پھیلتا۔ یہی حال
حضرت ابابکر الصدیق اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے زمانۂ
خلافت مین رہا اوسوقت تو کوئی مذہب کی ضرورت تھی ہی نہین حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت مین بصد مشقت قرآن مجید کو مرتب
کیا اور اوسکی اشاعت و تعمیل کا حکم دیا۔ بعد تمام ہونے خلافت عثمان و
علی رضی اللہ عنہما کے ہر طرف شر و فساد ہونے لگا اکثر صحابہ نے شہادت
نوش فرمایا اور کتنے ایک صحابۂ کرام نے داعی اجل کو لبیک پکارا اوسوقت
حامیان دین یعنی علمائے کاملین بخوف فقدان راہ دین استحکام احکام
و مسائل اسلام کی تدبیر مین ہمہ تن سرگرم ہوے اور احادیث مختلف

الروایات کو جمع کرکے لکھنے لگے اور امتیاز صحیح و غیر صحیح و استخراج
مسائل جزئیہ تحریر فرمانے لگے اور حدیث مذکورہ بالا یعنی خیر القرون
قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم کو مد نظر رکھہ کے اوسی
زمانہ خیر مین جو قرن اول ایک سو بیس ۱۲۰ برس تک ہجرت سے اور دوم
ایک سو ستر تک اور سوم دو سو بیس ۲۲۰ سال تک ہجرت سے رہا ایسے
کے متلاشی ہوے کہ جنکے دست حق پرست سے یہ کام کما ینبغی سرانجام پایا
اور بموجب من طلب وجد کے حسب بشارت خیر البشر جو بطور معجزہ اجمالا
و تفصیلا زمانہ حیات مین فرما چکے تھے سراج امت محی السنت امام ابو حنیفہ
کوفی رح کو کہ جنکی پیدایش سنہ مین اور وفات سنہ ۱۵۰ ہجری مین ہوئی محقق اور
مجتہد اور امام احکام دین مین پایا اور انکے جیسا علم و فضل و تقوے
مین دوسرا کوئی نظر نہین آیا اور احادیث مجملی و مفصلی کہ جن سے
لفظ بلفظ امام صاحب کے حق مین بشارت صریح ہے پہلے تو یہ ہے کہ
مسلم نے باب فضل فارس مین لکھا ہے لو کان الدین عند الثریا
لذہب بہ رجل من ابناء فارس حتی تناولہ مطلب یہ کہ اگر دین
دنیا سے اوٹھہ کر عقد ثریا کے پاس بہی جا پہنچا کہ وہ فلک ہشتم پر ہے تو ابناء
فارس سے ایک وہان پہنچ کر لے آتا - اور اوسمین شک نہین کہ ابو حنیفہ رح
اس حدیث کے مدلول و مصداق ہین کیونکہ قبل آپکے یا بعد آپکے ابنائے
فارس سے آجتک کوئی آپکے مرتبہ کو علم مین نہین پہنچا ہے - جلال الدین
سیوطی تبییض الصحیفہ فی مناقب ابو حنیفہ مین فرماتے ہین فہذا اصل
صحیح یعتمد علیہ فی البشارۃ والفضیلۃ لابی حنیفۃ یعنی یہ حدیث
اصل ہی صحیح ہے اعتماد کیا جاتا ہے اوسپر بشارت مین اور فضیلت مین ابو حنیفہ

کے لیے اور ابن حجر مکی خیرات الحسان میں اور امام حافظ محمد بن یوسف شامی الشافعی
بھی سبیل الهدی والرشاد میں مولانا جلال الدین سیوطی کے ہمقول ہو کر اس
حدیث کے مدلول و مصداق ابو حنیفہؒ کو ٹھیراتے ہیں اور بہت اکابر کا قول ہو منہ
اس معنی کے ہو لیکن تفصیل موجب تطویل ہی اس لیے ذکر نہیں کیا گیا اور بعضے
تفصیلی کی حدیث مسند خوارزمی میں درج ہی عن انس بن مالکؓ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیأتی من بعدی رجل یقال له النعمان
بن ثابت ویکنی ابا حنیفة یحیی الله الدین وسنتی علی یدیه روایت
ہی انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب ہی آویگا میرے بعد ایک
شخص اسکو نعمان بن ثابت کہا جاویگا اور کنیت انکی ابو حنیفہ ہوگی بیشک زندہ
کریگا اللہ تعالی دین اور سنت میری اسکے ہاتھ سے الغرض جب علمای عاملین
نے ممدوح موصوف کو نام اور کام میں موافق فرمان نبی آخر الزمان کے پایا اس
لیے انکو بالاتفاق سب نے محی السنة وسراج امت قرار دیکر انکے اجتہاد پر متفق
ہوے اور امام صاحبؒ بھی قرآن وحدیث واجماع وقیاس سے مسائل جزئ
استخراج کرکے مطابق اصول شرعیہ کے جمع کیا اور ہر ایک قسم کے مسائل کی دریافت
کے لیے قواعد وضوابط مقرر کرکے نبی کے دین کا راستہ کو چلا دیکر خوب چمکایا اور
سبھونکو اسپر چلایا تب ہی سے مذہب حنفی رواج پایا اور انکا ہر ایک متبع حنفی
کہلایا بعد امام موصوف کے امام مالکؒ کہ جنکی پیدایش سنہ ۹۵ میں ہوئی
اور سنہ ۱۷۹ ہجری میں وفات پائی امام دین ہوے لوگ انسے دور دور سے
مسائل دریافت کرنے کو آتے اور وہ بھی موافق اپنے اجتہاد کے لوگوں کو
راہ بتاتے اور انکے متبع مالکی کہلاتے بعد امام مالکؒ کے امام شافعیؒ
کہ جو سنہ ۱۵۰ ہجری میں پیدا ہوے اور سنہ ۲۰۴ ہجری میں وفات پائی امام

دین ہوے اور انکے متبع شافعی کہلائے بعد شافعی رح امام احمد حنبل
کہ جو سنہ ۱۶۴ ہجری مین پیدا ہوے اور سنہ ۲۴۱ ہجری مین وفات پائی امام
دین ہوے اور انکے متبع حنبلی کہلائے غرضکہ ہر ایک امام نے یکے
بعد دیگرے اپنے اپنے زمانہ مین اپنے اپنے اجتہاد سے قواعد و ضوابط
دین محمدی کے منضبط کیے اور لوگون کو اوسپر چلنے کی ہدایت دی
اور وہ اجتہاد اصول مین تو باہم دیگر متفق اور فروع مین مختلف واقع ہوا
اسلئے چارونکا کیش بہی علیحدہ ہوا اور یہ اختلاف بمصداق اختلاف العلماء رحمۃ
للمومنین کے مومنونکے لیے موجب رحمت ہوا نہ باعث ضلالت۔ اور مختلف
ہونا اجتہاد کا بوجہ تخالف عقول ہے اور اوسکی حقیقت ناظرین اندک غور سے دریافت کر سکتے ہین
حاجت بیان نہین اور یہ چارون امام قرون ثلثہ مین ہی پیدا ہوے اور قرون ثلثہ مین ہی علم پڑہا پڑہایا اور قرون ثلثہ
مین ہی انکا مذہب جاری ہوا بعد قرون ثلثہ کے جسوقت کوئی تبع تابعین بہی نرہا
تب سب علماء کی یہ رای ہوئی کہ زمانۂ خیر گذر چکا اور شر آ چلا
زمانۂ آیندہ دین کے لیے خطرناک ہے اور ہر طرح کا اوس مین
دین کے مبتدعون کو باک ہے چونکہ مذاہب چار نے زمانۂ خیر مین ترویج
پائی ہے اس لیے اسپر ہی متمسک رہنا مناسب ہے غرضکہ سبہون نے
اسپر اتفاق کیا اور مذاہب چار مین وہان سے دین کا انحصار کیا
سنہ ۲۲۰ ہجری سے آج تک جو سنہ ۱۳۱۰ ہجری کا زمانہ ہے کسینے اجتہاد
کا دعوی کیا نہین اور کوئی ان سا مجتہد ہوا نہین کیسے کیسے علما فضلا
کیسے کیسے صلحا اتقیا ہوتے چلے آئے سبہون نے ائمہ اربعہ ہی کی
تقلید کا قلادہ اپنے گردن مین پہنا کسی نے اوسسے انکار کیا نہین
اور کسی نے اسے شرک و بدعت کہا نہین یہان تک اس دین حق کی

افزونی ہوئی کہ جہان مین جہان دیکھیے مقلدین ہی مقلدین دکھائی دیتے ہین اور غیر مقلدین تو مثال آٹے مین نمک کے ہین بلکہ اوسسے بھی کم۔ پس یہ اگر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بناوین تو اونسے کیا ہوگا یہان تو اجماع امت ہے اور وہ ہمارے لیے حجت ہے کیونکہ اُسکی حقیت کا ثبوت نص سے بالصراحت ہے قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تجتمع امتي على الضلالة میری امت نہ جمع ہوگی گمراہی پر اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ في النار تابعداری کرو بڑی جماعت کی پس تحقیق جو شخص الگ ہوا جماعت سے ڈالدیا جائیگا جہنم مین۔ اور فرمایا کہ من ترك الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام جسنے ترک کیا جماعت کو مقدار بالشت کے پس تحقیق نکالڈالا اُسنے پٹہ اسلام کو ہر گاہ اجماع ان حدیثون سے ثابت ہوا اور اوسکو تقلید ائمہ اربعہ مین متفق پایا تو سب پر اتباع اوسکی لازم آئی اور جب کسینے اسکی اتباع کی دائرہ سے قدم کو باہر رکھا تو پہلے تو اسنے حدیثون سے انکار کیا اور پھر اپنا اس آیت کے مصداق والون مین استقرار کیا قال الله تعالى وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب ظاہر ہو چکے اوسپر راہ اور چلے خلاف طریقہ مسلمانون کے پھیرینگے ہم اوسکو جدھر وہ پھرا ہے اور داخل کرینگے ہم اوسکو جہنم مین اور بری ہے وہ جگہ پھر جانے کی۔

فریق اول کفار ہین جو مخالفت مین رسول اللہ کی فی النار ہونگے اور دوم وہ مومنین ہین جو اسور دین مین عدم اتباع سے شیعہ سبب گرفتار ہونگے

فصل پہر اگر وہابی کہین کہ جس صورت مین چارون مذہب برحق ہین تو ہم لوگ اگر چارون پر چلین تو کیا مضایقہ باین طور کہ کبھی مذہب احناف کے موافق کاربند ہون اور کبھی شافعی اور کبھی مالکی اور کبھی حنبلی کے یا ایک ایک مسئلہ چارون مذاہب کا لیکر عمل کرین تو کوئی قباحت نہین مذاہب چار سے تو باہر نہین۔ تو سلام کرنا چاہیے کہ اس عمل سے دو قباحتین عظیم پیدا ہونگی پہلی تو یہ کہ یہ شخص بہی مصداق بنے گا آیہ یُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا کا یعنی کفار ایک چیز کو اس سال مین حلال جانتے اور اوسی کو دوسرے سال حرام کہتے تہے اور یہ شیوہ انکا اللہ کو نہایت ناپسند معلوم ہوا پس جو مسلمان بہی ایسا کریگا اُسکو بہی اللہ کفارون مین گنے گا کیونکہ یہ کام خصائل کفار سے ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ فروع مین ائمہ اربعہ کا تخالف ہے ایک چیز اُنکے پاس حلال ہے تو وہی چیز اُنکے پاس حرام ہے اور اُسکی حلت یا حرمت مین آیت یا حدیث صریح قطعی تو ملی نہین اجتہاد سے حکم دیا ہے اور اجتہاد کی کیفیت اور اُسکے اختلاف کی وجہ تو ہم آگے لکہہ چکے ہین پس اگر ایک شخص مثلاً ایک مذہب حنفی ہوا تو جو چیز کہ حنفیون کے پاس حلال تہی اور شافعیون کے پاس حرام تہی اُسے کہایا پیا اور جب دوسری بار شافعی بنا تو اُسی چیز کو موافق مذہب شافعی کے حرام کہنے لگا۔ تو یہ بہی یُحِلُّونَهُ عَامًا وَّيُحَرِّمُونَهُ عَامًا کا مصداق بنا دوسری قباحت یہ ہے کہ جس صورت مین کہ یہ چارون مذاہب کے موافق مسائل لیکر عمل کرے گا تو عمل اسکا باطل ہو جاویگا چارون

کے نزدیک مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے بموجب مذہب امام شافعیؒ کے وضو کر
کیا قلتین کے کم سے اور اسمین نجاست گری ہوئی تھی اور مسح کیا بموجب
مذہب حنفیؒ کے چند بالون پر پھر نماز پڑھی تو یہ نماز سبکے نزدیک
باطل ہوجائیگی کیونکہ امام شافعیؒ اور امام اعظمؒ اور امام احمد حنبلؒ
کے نزدیک ناپاک تھا اور قلتین کے کم سے اُسکا وضو نہین ہوا بلکہ نجس ہوا
اور پانی ناپاک ہوا اور امام اعظمؒ کے نزدیک اسکا مسح جائز ہوا اس لیے کہ امام مالکؒ کے
نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک پاؤ
کا ایسا ہی اگر کسی شخص نے مذہب امام شافعیؒ کی اتباع کرکے نماز مین بسم اللہ کو
جہر سے پڑھا اور امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کے مذہب کے بموجب جہر
آمین کو ترک کیا تو یہ نماز بھی چارون کے نزدیک خراب ہوئی امام
مالکؒ اور امام احمد حنبلؒ اور امام اعظمؒ کے نزدیک جہر بسم اللہ سے
مکروہ ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک ترک ناجائز ہے علاوہ انکے بہت سے
مسائل اختلافیہ ہین اس رسالے مین تفصیل کی گنجائش نہین مگر حاصل یہ ہے
کہ تا وقتیکہ مذہب معین کا پیرو نہ ہوگا تو ہم اتباعیات ارتکاب قبوحات سے
نہ بچیگا اور آیت مذکورہ کے حکم سے بھی نہ بچ سکیگا

باب دوم

در تحقیق مسائل صلوتیہ

حضرات وہابیہ قصور فہم سے مذہب احناف کو مخالف حدیث قرار دیکر
اپنے کو عامل بالحدیث کہلاتے ہین اور امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھتے
ہین آمین بالجہر کہتے ہین اور رفع یدین کرتے ہین اور اسے اپنے شیوہ
کو واجب اور مسنون قرار دیکر الزام مخالفت حدیث کا امام اعظمؒ

پر دھرتے ہین اگر سر سے انصاف سے نظر صاف کر کے راست بینی کی
عینک دھر کے بغور ملاحظہ کرین تو مخفی نہ رہیگا کہ مذہب احناف موافق
قرآن و حدیث کے صاف صاف ہے اور تمہارا فرقہ بڑا افترا پرداز
بے انصاف ہے کیونکہ جن جن احادیثون سے کہ تم امور ثلاثہ مذکورہ
بالا کو واجب اور مسنون قرار دیتے ہو وہ اکثر تو نفس الامر مین تمہارے
مدعا کے مثبت نہین اور بعض احادیث صریحہ جنسے تم استدلال کرتے
ہو جرح سے خالی نہین پس دلیل تمہاری امام کے پیچھے الحمد پڑھنے
مین یہ قول ہے کہ لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب نہین ہے
نماز اسکے لیے جو الحمد نہ پڑھے اور لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب
نہین ہے نماز مگر ساتھ الحمد پڑھنے کے اور من صلی صلوۃ لا
یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج ثلثا غیر تام جسنے پڑھی نماز
ایسی کہ نہ پڑھی اوسمین الحمد پس وہ نماز ناقص ہے غیر تام ہے
ان تینون قولون مین نہین ہے کہ امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھے تو نماز ادا نہ ہوگی
اور نہ یہ تینون قول اس بات کے مقتضی ہین ہان یہ کہیے کہ مراد اس سے منفرد ہی اگر
کسی منفرد نے نماز مین الحمد نہ پڑھی تو اوسکی نماز ناقص اور نا کامل ہوگی یہ نہین کہ باطل ہوگی
کیونکہ نماز مین فرض تو مطلق قراءت ہی اور الحمد تو بالاتفاق منفرد پر واجب ہے اور ترک
واجب سے نماز جاتی نہین بلکہ ناقص ہوتی ہی سجدہ سہو لازم آتا ہی اور حدیث ثالث
مذکورۂ بالا مین تو بالصراحت ترک الحمد سے نقص ثابت ہوتا ہے اور حدیث
اول و دوم بھی ماؤل ہین کیونکہ اوسمین لفظ لا کا ہی اور وہ مقتضی اسم و خبر کا
ہی اسم تو لفظ صلوۃ کا ہوا اور خبر حدیث مین مذکور نہین بلکہ مقدر ہے اور وہ کامل
ہی تو ثابت ہوا کہ ترک الحمد سے نماز کامل نہوگی بلکہ ناقص ہوگی۔

چونکہ یہ بحث ما نحن فیہ سے خارج ہے اس لیے زیادہ ہم اسکے درپے نہین ہوتے لیکن اپنے اس دعوے پر امرا دبیر سہ احادیث مذکورہ سے منفرد ہے نہ مقتدی قول جابر بن عبداللہ کو جو صحابی رسول اللہ ہین دلیل گذرانتے ہین جو انھون نے کہا ہے کہ من صلے صلوۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام جو پڑھے ایک رکعت بغیر سورۂ فاتحہ کے پس نہین نماز پڑھی اوسنے مگر یہ کہ ہووے پیچھے امام کے یعنی اگر مقتدی نے الحمد نہ پڑھی تو نماز ہو جائیگی اوسکی نماز ہونے مین شبہہ نہین اور ترمذی مین ہے کہ امام احمد حنبل نے اسی سے احتجاج کرکے فرمایا کہ معنی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب اذا کان وحدہ کا ہے قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہین ہے نماز اُسکے لیے جسنے الحمد نہ پڑھی۔ یہ ہین کہ جب مصلی اکیلا ہو جب ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ مقتدی قرارت کرے تو رہی یہ بات کہ قرارت مقتدی کے لیے عبادہ بن صامت سے صریح حدیث موجود ہے قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض الصلوۃ التی یجہر فیہا القراءۃ فقال لا یقرأ احد کم منکم اذا جہرت بالقراءۃ الا بام الکتاب رواہ النسائی کہا عبادہ بن صامت نے کہ پڑھی ساتھ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اون نمازون مین سے جو پکار کر پڑھی جاتی ہین پھر فرمایا نہ پڑھے کوئی تم سے جبکہ مین پکار کر پڑھ ہون مگر الحمد پڑھے۔ تو یہ حدیث جرح سے خالی نہین کیونکہ اسکے رواۃ مین نافع بن محمود بن ربیع ہے اور ابن حجر عسقلانی نے تقریب مین مجہول کہا ہے اور زیلعی نے اسکی نسبت

ضعفه جماعة منهم احمد بن حنبل کہا ہے یعنی اُسکو ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے کہ اونمین احمد بن حنبل بھی ہین ہر گاہ نافع مجہول ہوا تو حدیث اُسکی از روی اصول حدیث کے مردود ہوئی قابل حجت نہین کیونکہ راوی کا مجہول ہونا اہل حدیث کے نزدیک قسم ہے حدیث مردود سے اور حدیث مردود قابل اعتبار نہین بر تقدیم اسی پر اصرار ہے کہ بیچھے امام کے ترک الحمد سے نماز ہوگی ہی نہین تو حضرات وہابیہ سے سوال ہے کہ اس اپنے قول پر مستقیم رہکر کس طرح رفع کیجیے گا اس شبہہ کو کہ من ادرک الامام فی الرکوع فقد ادرک الرکعة پر وارد ہوتا ہے یعنی جسنے پایا امام کو رکوع مین پس وہ پانے والا ہے رکعت کا اور موجب احادیث وارده اسپر تو سبکا اتفاق ہے پس اگر امام کے پیچھے بغیر الحمد پڑھے نماز نہین ہوتی ہے تو یہان بھی نہین ہونی چاہیے تھی کیونکہ یہان تو الحمد اور قرارت دونون متروک ہوئی ہین جب اس صورت مین نماز ہو جائیگی تو دلیل تمہاری مستحکم ہوئی اور قول تمہارا قابل اعتبار نہ ٹھیرا افا فہموا و تدبروا جب وہابیون کی دلیلون کا حملہ ہم رد کر چلے تو اب حنفیون کے براہینون کی تلوار چمکاتے ہین دیکھیے تو کون کامیاب ہوتا ہے اور مذہب احناف موافق قرآن و حدیث کے صاف صاف ہے یا نہین۔ یہ بات تو مسلم ہے کہ قرآن حدیث پر مقدم ہے عمل اور احکام کے نکالنے مین بوجہ ہونے اوسکے کے قطعی الثبوت اور الفاظ اور نظم اوسکے کے متواتر بلا احتمال تغیر و تبدل و مزیت و نقص اور حدیث جو عباس سے مروی ہے وہ بھی اس معنی کی مؤید ہے

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

مهما اوتيتم من كتاب الله فالعمل به واجب لا عذر
لاحد في تركه فان لم يكن في كتاب الله فسنة لي ماضية
فان لم يكن في سنتي فما قال اصحابي رواه البيهقي ذكره الشعراني
في الميزان حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ تم قرآن سے لیے گئے ہو تو
اسپر عمل واجب ہے اور کسیکو اسکے ترک کرنے مین عذر نہین ہے اگر قرآن مین کوئی چیز
نہ ملے تو میری حدیث ہے اور حدیث مین اگر کچھ نہ ملے تو جو کچھ میرے اصحابون نے
کہا ہو اسپر عمل واجب ہے اس حدیث سے ثابت ہو چکا کہ قرآن عمل مین مقدم
ہے حدیث پر اور حدیث مقدم ہے قول صحابہ پر پس جو دو حدیثین کہ آپسمین
معارض ہون اسکے ایک ظاہر قرآن سے موافق ہو اور دوسری مخالف تو عمل مین مرجح
ہوگی وہ حدیث جو ظاہر قرآن سے موافق ہو مخالف پر جب یہ بات ناظرین کے
ذہن نشین ہو جائے تو اب آگے بغور یہ ملاحظہ فرماوین کہ مذہب حنفیونکا قرآن و حدیث
سے کیسا موافق ہے چنانچہ حنفی لوگ نماز جہری مین امام کے پیچھے قراءت نہ پڑھنے
مین حدیث سے استدلال کرتے ہین کہ جسکو امام مالک نے اپنی موطا مین روایت کیا ہے
عن ابن شهاب عن ابن اكيمة الليثي عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم انصرف من صلوة جهر فيها بالقراءة فقال هل قرأ معي احد
منكم انفا فقال رجل نعم انا يا رسول الله فقال رسول الله صلى
الله عليه وسلم اني اقول مالي انازع القرآن فانتهى الناس عن
القراءة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما جهر فيه رسول
الله صلى الله عليه وسلم بالقراءة حين سمعوا ذلك من رسول الله
صلى الله عليه وسلم اور اسی حدیث کو روایت کیا ہے ترمذی اور نسائی
اور طحاوی اور ابوداود وغیرہم نے یعنی روایت ہے ابن شہاب سے اور انہون نے

روایت کی ابن اکیمہ اللیثی سے اور انہون نے روایت کی ابی ہریرہ سے
تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھرے اوس نماز سے کہ جہر کیا گیا تھا
اوسمین ساتھ قرأت کے پس فرمایا کیا پڑھا ہے تم سے کسینے ساتھ میرے
ابھی پس کہا ایک شخص نے کہ ہان مینے پڑھا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تو آپنے فرمایا مین کہتا ہون مجھسے کیون جھگڑا کیا جاتا ہے قرآن مین راوی نے کہا پس
پھر گئے پس باز رہے لوگ پڑھنے سے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز
جہری مین جب کہ سنی یہ بات رسول اللہ سے یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہے
امام کے پیچھے قرأت نہ پڑھنے مین مطلقاً کیونکہ مقتدیونکا قرأت کرنا آپکو ناگوار
گذرا اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا
جز این نیست کہ معین کیا گیا ہے امام تاکہ اقتدا کیجاوے ساتھ اوسکے پس جس وقت
کہ تکبیر کہے پس تکبیر کہو اور جسوقت کہ پڑھے پس چپ رہو یہ حدیث بھی
ہمارے عندیہ کو خوب مؤید ہوئی اور شامل ہوئی سری وجہری دونونکو اسلیے
کہ اسمین شرط وجزا دونون عام ہین خاص نہین یعنی ایسا نہین کہا گیا ہے کہ اگر امام
جہر کرے تو چپ رہو یا سنو اور جہر اگر نہ کرے تو پڑھو ہرگاہ اسمین تعمیم شرط
وجزا کی ہے تو پھر یہ شامل ہوگی دونون کو اور خاصۃً نماز سری مین امام کے
پیچھے نہ پڑھنے کو یہ حدیث مستدل ہے کہ کہا امام محمد نے اخبرنا اسرائیل
بن یونس قال حدثنی موسی بن ابی عائشة عن عبد الله بن
شداد قال ام رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس في
العصر فقرأ رجل خلفه فغمزه الذي يليه فلما ان صلى قال لم غمزتني
قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قدامك فكرهت

ان تقرأ خلفه فسمعه النبي صلى الله عليه وسلم وقال من كان
له امام فان قراءة الامام له قراءة روایت کیا ہی اسکو ابو حنیفہ
نے اور حاکم نے اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور طحاوی نے باسناد صحیح حاصل ترجمہ
یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز مین امام ہوے اور ایک آدمی
پیچھے قراءت پڑھنے لگا تب دوسرے شخص نے جو اوسکے پاس کھڑا تھا اوسے ٹہوکا
جب نماز سے فارغ ہوے تو وہ شخص ٹہوکنے والے سے کہنے لگا کہ تونے مجھے کیون ٹہوکا
اوسنے جواب دیا کہ رسول اللہ تیرے امام تھے اس لیے مینے مکروہ جانا کہ تو اونکے
پیچھے پڑھے پس اس بات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور فرمایا کہ جسکے واسطے
کہ امام ہو پس قراءت امام کے واسطے اوسکی قراءت ہی یہ سب حدیثین مقتضی ہین
امام کے پیچھے قراءت نہ پڑھنے مین خواہ نماز جہری ہو خواہ سری اور ہماری
سبکی سب پیش کردہ حدیثین موافق ہین قول اللہ جلشانہ سے کہ فرمایا اذا
قُرِئَ القُرآنُ فَاستَمِعُوا لَهُ وَاَنصِتُوا لَعَلَّكُم تُرحَمُونَ جب قرآن
پڑہا جاوے تو سنو اوسکو اور چپ رہو شاید کہ تم رحم کیے جاؤ اور حضرات
وہابیہ کے دلائل سبکی سب اس آیت سے مخالف ہین تو موافق قاعدہ مسبوق
الذکر کے کہ حدیث موافق ظاہر قرآن کے مرجح ہی مخالف پر ہماری پیش کردہ حدیثین
واجب العمل ہونگی اور وہابیوں کی متروک العمل کیونکہ حدیثین بھی ہماری اوس آیت
سے موافق ہین اور آیت کی شان نزول خاصۃً نماز فرض مین امام کے پیچھے چپ
رہنے کے لیے ہی جیسا کہ بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہی ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم کان اذا صلی باصحابہ فقرأ فقرأ اصحابہ فنزلت ہذہ
الآیۃ فسکت القوم وقرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جب نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اپنے اصحاب کے ساتھ پس قراءت پڑھتے تھے تو آپکے اصحاب بھی قراءت پڑھتے تھے

پس اوتری یہ آیت تو چپ ہوئے لوگ اور قرأت کی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اور تفسیر معالم التنزیل کا قول فیصل بھی ثابت کرتا ہی
اس آیت کے نزول کو نماز فرض کے بارہ مین اور جو لوگ کہ اس آیت کا نزول
جمعہ کے خطبہ کے بارہ مین کہتے ہین محض غلط ہی کیونکہ آیت مکی ہی اور جمعہ مدینہ
مین واجب ہوا الغرض محال اگر خطبے کے بارہ مین بھی ہو تو ہمارا مقصود تو ہر
حال مین حاصل ہی اس لیے کہ آیت کے نزول مین اگر سبب خاص ہو تو حکم
تو اسکا عام ہوگا اور اہل اصول کے نزدیک بھی اعتبار عموم لفظ کا ہی نہ خصوص
سبب کا اور احتجاج صحابہ کا بھی واقعات مین ان آیات کے عموم سے ہوا ہی کہ جو
کسی سبب خاص مین نازل ہوئین تھین بہرحال یہ آیت صاف حکم کرتی ہی امام کے
پیچھے چپ رہنے مین اور شامل ہی نماز جہری و سری دونون کو اس لیے کہ اسمین
دو حکم ہین سننا اور چپ رہنا اور سننا تو جبھی ممکن ہی کہ جہر سے پڑہا جائے اور چپ رہنا
تو دونون حالتون مین ممکن ہی جہر ہو خواہ سر پس اللہ کے دونون حکمون کی تعمیل
واجب ہے اس لیے سننا خاص ہوا نماز جہری مین اور چپ رہنا خاص نہوا بلکہ جہری
و سری دونون مین عام رہا تو جب نماز بالجہر ہوگی تو سننے اور چپ رہنے دونون پر عمل ہو جائیگا اور جب
نماز سری ہوگی تو صرف چپ رہنے پر عمل ہوگا **فصل در تحقیق مسئلہ آمین**

جب یہ ہو چکا تو اب مسئلہ آمین کا لیجیے اور الحمد ہی سے جواب اسکو بھی
کہیے یعنی لفظ (آمین) کا دو حال سے خالی نہو گا یا یہ دعا ہی یا اسم ہی اسمائے الٰہی
سے صورت اول مین بمقتضای اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً دعا
مانگو اپنے رب سے درحالیکہ زاری کرنے والے ہو اور پوشیدہ۔ آمین کا آہستہ
کہنا ضروری ہی اور صورت ثانی مین بھی حسب الحکم پروردگار وَاذْكُرْ رَبَّكَ
فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً آمین کا پوشیدہ کہنا لازم ہی یعنی یاد کر رب

تحقیق مسئلہ آمین

اپنے کو دل میں زاری سے اور چپکے اور جب آمین پکار کر کہیگا تو دونوں
آیتوں سے مخالفت کریگا اور آمین با آہستہ کہنے کی سنت نہیں ہے یا تو مخالف ہوں ان
آیتوں کے اور پہ بھی پکار کے کہنے پر دال نہیں اور بعض والے بھی ضعف سند سے
خالی نہیں اور بعض صحیح تو یہ بھی آمین بالجہر کی سنت ہونیکو و یہ نہیں اسلیے
کہ اس سے استمرار یا اکثار فعل کا ثابت نہیں مگر یہ کہ ایک دو بار کہنے آپ سے ثابت
ہوا اور جہر آمین کا سنت تو جبھی ہوگا کہ اسپر استمرار یا اکثار رسول اللہ کا
ثابت ہو جب یہ ثابت نہیں تو آمین بالجہر سنت نہیں اگر کوئی اسکے رد میں
استمرار ثابت کریگا تبھی بندہ جرح و قدح سے جواب باصواب اسکا دیگا ابھی تو
اختصار پر نظر ہے اور آمین کے آہستہ کہنے میں سمرہ بن جندب وغیرہم صحابہ
سے جتنی احادیثیں مروی ہیں سب صحیح اور موافق ہیں دونوں آیات مرقومہ بالا کے
اس سے بدستور سابق انکو بھی ترجیح دیجائیگی اور جو آیات مذکورہ کے مخالف ہیں بخوف طوالت طرفین
استدلال کی حاشیہ میں درج کی گئیں من شاء فلیرجع الی کتب الاحادیث

فصل در تحقیق مسئلہ رفع یدین جب آمین کا بھی آہستہ کہنا مشروع
اور آہستہ کہنے کا ثابت ہوگیا تو باقی رہی بحث رفع یدین کی اب اسکو لیجیے اور
پہلے ... احادیث میں بحث ... قولی و فعلی
حدیثوں میں تو یہ بات مصرح ہے کہ حدیث قولی و فعلی میں جب تعارض و تخالف ہو
تو قولی فعلی پر مقدم و مرجح ہے ابو بکر حازمی کی کتاب ناسخ و المنسوخ میں ہے
الوجه السابع والثلاثون ان يكون احد الحديثين قولا والاخر فعلا
فالقول ابلغ في البيان ولان الناس لم يختلفوا في كون قوله حجة
واختلفوا في اتباع فعله لان الفعل لا يدل بنفسه على شيء
بخلاف القول فيكون اقوى حاصل ترجمہ یہ ہے کہ اگر ایک حدیثین

تحقیق مسئلہ رفع یدین

متعارض ہون ایک قول نبی ہو اور دوسری فعل نبی تو قول مرجح ہوگا فعل پر
اس وجہ سے کہ قول بیان احکام شرعیہ مین ابلغ ہو اس لیئے کہ اُسکے واجب
الاتباع اور حجت ہونے مین اتفاق ہی اختلاف نہین بسبب ہونے اُسکے موضوع
واسطے بیان حکم کے بخلاف فعل کے کہ اُسکی حجیت ہونے مین اختلاف ہی اتفاق
نہین اس لیئے کہ وہ بنفسہ کسی حکم پر دلالت نہین کرتا ہے تو ہوا یہ قول ارجح
واقوی جب قول کا ارجح واقوی ہونا ثابت ہوا تو اب لامذہبون کے
استدلال کی حدیثین پہلے سنیے عن عبد اللہ بن عمر قال رایت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حتی
یحاذی منکبیہ وقبل ان یرکع واذا رفع من الرکوع ولا
یرفعهما بین السجدتین روایت ہے عبد اللہ بن عمرؓ سے کہا
دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شروع کرتے نماز تو اُٹھاتے
تھے دونون ہاتھ اپنے یہانتک کہ سامنے کرتے دونون مونڈھون اپنے
کے اور اُٹھاتے پہلے رکوع کے اور جب اُٹھتے رکوع سے اور نہ اُٹھاتے
اون دونون ہاتھون کو دونون سجدون کے بیچ مین اور سوا اسکے بہت سی حدیثون سے
رفع یدین کے لیے لامذہب استدلال کرتے ہین مگر سب فعلی ہین صحاح ستہ
مین رفع یدین کے واسطے حدیث قولی نہین اور ہونا ثقاہت و فقاہت
کا رواۃ مین علاوہ برآن ہی اور ہماری حجت عدم رفع یدین کے واسطے اکثر احادیث
قولی سے ہے منجملہ ایک حدیث یہ بھی ہے عن جابر بن سمرۃ قال خرج علینا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن رافعوا ایدینا فی
الصلوۃ فقال ما بالکم رافعی ایدیهم فی الصلوۃ کانها
اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ کہا جابر نے کہ نکلے ہمپر رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم اس حال مین کہ ہم اٹھانے والے تھے ہاتھ اپنے نماز مین پس فرمایا کہ کیا حال ہے ہاتھون کے اٹھانے والونکا نماز مین گویا کہ وہ دُمین ہین سرکش گھوڑونکی سکون کرو نہین ہاتھ نہ اٹھاؤ نماز مین روایت کیا اسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے جو بخاری اور مسلم کے اوستاد ہین اپنی کتاب مصنف مین اور ایک یہ بھی ہے عن عبد اللہ بن عباس قال قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم لا ترفع الایدي في شيء الا في سبع مواطن في افتتاح الصلوۃ وفی العیدین وعند استلام الحجر وعلی الصفا والمروۃ وعند عرفات وعند جمع وعند رمي الجمار روایت ہے عبد اللہ بن عباس سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ اٹھائے جاوین ہاتھ کسی چیز مین مگر سات جگہون مین شروع نماز مین اور عیدین مین اور وقت چومنے حجر اسود کے اور صفا اور مروہ پر اور نزدیک عرفات اور مزدلفہ اور رمی جمار کے روایت کیا اسکو بیہقی نے ان دونون حدیثون اور ماسوا انکے بہت سی احادیثون قولی سے عدم رفع یدین ثابت ہے اور احادیث فعلی سے رفع یدین۔ اور قاعدہ مذکورہ بھی قولی کو ترجیح دیتا ہے فعلی پر اور قولی پر عمل کرنا مطابق بھی ہے اللہ کے فرمان سے مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا جو لاوے تمہارے پاس رسول عمل کرو اسپر اور جس چیز سے منع کرے ہٹ جاؤ اوس سے تو اس صورت مین کیونکر کیا جائیگا عمل رفع یدین کا نماز مین بلکہ ضرور و متحتم ہوگا کہ رفع یدین کو نماز مین بجز وقت افتتاح کے ترک کرین اور عدم رفع یدین پر کاربند رہین قطع نظر اسکے احادیث رفع یدین سے احادیث عدم رفع یدین کے اسناد صحیح تر ہین اور جو کہ اصح الاسانید

موجود ہو جیسا اول ہے کہ حدیث زہری کی بھی اسناد رفع یدین میں صحیح ہیں
اور علو الاسناد بھی ہے لیکن حدیث ابراہیم کی باوجود نازل الاسناد ہونیکے
علماء نے ترجیح دی ہے اصح الاسانید ہے کیونکہ رواۃ اسکے اوثق احفظ افقہ
ہیں حدیث زہری کے رواۃ سے اگرچہ علو الاسناد کو نازل الاسناد پر ترجیح ہوا
کرتی ہے لیکن اصول حدیث میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نازل الاسناد کو بھی علو الاسناد
پر ترجیح ہوا کرتی ہے جس صورت میں کہ نازل الاسناد کے رواۃ اوثق احفظ
افقہ ہوں نسبت علو الاسناد کے عسقلانی نے شرح نخبۃ الفکر میں لکھا
ہے جو اصول حدیث میں معتبر کتاب ہے فان کان فی النزول مزیۃ
لیست فی العلو کان یکون رجالہ اوثق او احفظ او افقہ
او الاتصال فیہ اظہر فلا تردد فی ان النزول حینئذ اولی
انتہی حاصل یہ کہ اگر نزول میں ایسی مزیت ہو کہ نہ ہو وہ علو میں بایطور
کہ ہوں رجال اسکے اوثق یا احفظ یا افقہ اور یا اتصال اسمیں اظہر ہے
جیسا کچھ نہیں تردد اس بات میں کہ اس وقت میں نزول اولی ہے جب اس صورت
میں نزول اولی ہے تو اب ہم ابراہیم کی حدیث کے رواۃ کی اوثقیت اور
افقہیت ثابت کرتے ہیں اور بنظر گذرانتے ہیں مباحثہ کو اوزاعی اور امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ کے جو در بارہ رفع یدین اور عدم رفع یدین دار الخیاطین
مکہ میں ہوا تھا اوسے ترجیح عدم رفع یدین کی معلوم ہو جاویگی فتح القدیر
اور عینی شرح الہدایہ اور جواہر المنیفہ میں مسطور ہے کہ اوزاعی جو بڑے
محدث تھے اور امام ابو حنیفہ دار الخیاطین میں جمع ہوئے پھر کہا اوزاعی
نے امام اعظم رح کو کس لیے نہیں اوٹھاتے ہو تم لوگ ہاتھ اپنے رکوع میں جانے کے
وقت اور رکوع سے اوٹھتے وقت میں فرمایا امام اعظم رح نے کہ اس بارہ

رسول اللہ سے کوئی علم صحت کو نہیں پہنچا ہے تب کہا اوزاعی نے کس واسطے
صحت کو نہیں پہنچا ہے اور حال یہ کہ تحقیق روایت کی ہے مجھ سے زہری نے
اور اُسنے سالم سے اور اُسنے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ وعند الرکوع
وعند الرفع منہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھاتے
تھے جب شروع کرتے تھے نماز کو اور جب رکوع میں جاتے تھے اور
جب اوس سے اٹھتے تھے تب فرمایا ابو حنیفہ نے حدثنا حماد عن ابراہیم
عن علقمۃ والاسود عن عبد اللہ ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کان لا یرفع یدیہ الا عند افتتاح الصلوۃ ثم لا
یعود لشیء من ذلک روایت کی مجھکو حماد نے ابراہیم سے اور انہوں نے
علقمہ سے اور اسود سے اور انہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے تحقیق نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نہیں اٹھاتے تھے ہاتھ مگر وقت شروع کرنے نماز کے نہیں پھرتے تھے واسطے
کسی چیز کے اس ہاتھ اٹھانے سے تب کہا اوزاعی نے عجب ہے میں حدیث بیان کرتا
ہوں تمکو زہری سے اور وہ سالم سے اور وہ اپنے باپ سے کہ یہ حدیث عالی الاسناد
ہے اور آپ حدیث بیان کرتے ہیں حماد کی ابراہیم سے اور وہ علقمہ اور اسود
سے اور وہ عبد اللہ بن مسعود سے کہ یہ نازل الاسناد ہے پس فرمایا ابو حنیفہ
نے حماد افقہ ہے زہری سے اور تھا ابراہیم افقہ سالم سے اور علقمہ بن عمر سے
کم نہیں فقاہت میں اگرچہ ابن عمر کو رسول اللہ کی صحبت ہے اور اسود کو
فضیلت بہت ہے اور عبد اللہ پس عبد اللہ کے واسطے فضیلت بہت ہی ہے عبد اللہ
بن عمر سے فقہ میں اور حق ہے رسول اللہ کی صحبت کا بچپنے سے پس غالب کی
امام نے افقہ ہونے رواۃ کو اور جب ہو گئے اوزاعی دیکھنے اوزاعی سے

بڑے بڑے محدث رفع یدین کے مناظرہ مین امام صاحب پر غلبہ نہ لیجا سکے بجز خاموشی
کے کوئی چارہ نظر نہ آیا اور آجکل کے حضرات لا مذہب جنہین بھلہ اور فقہ حبیب
اور مذہب مین تمیز نہین مخالفت حدیث کا الزام امام اعظم رح پر دھر کر فقہ
سے انکار کرتے ہین اور سند کی سند کے واسطے (بخارا) کی حدیث مانگتے ہین

فلعنة ربنا اعداد رمل	؟	علی من رد قول ابی حنیفة

اگر تقریر مذکورہ سے بھی غیر مقلدین کو تشفی نہو تو اب دوسری تقریر سنو غور کیا
ہے کہ احادیث رفع یدین کی صحیح تر ہین اور قوی تر لیکن احادیث عدم رفع
یدین کی اُنسے مخالف ہین اور معارض جب باہم دیگر انمین تخالف اور تعارض
ہوا تو قاعدہ اذا تعارضا تساقطا اور قاعدہ اذا جاء الاحتمال بطل
الاستدلال کو وہان دخل ہوا یعنی جب دو حدیثین متعارض ہون تو
دونون ساقط ہو جائینگی ایک پر بھی عمل نہوگا اور مطلب قاعدہ ثانی کا یہ ہے
کہ جب کسی امر مین احتمال آیا تو اُسسے استدلال باطل ہوجائیگا جب احادیث
رفع یدین اور عدم رفع یدین موافق ہر دو قانون مذکورہ کے ساقط ہو جائینگی
اور اونپر عمل بھی نہوگا اور استدلال بھی اُنسے نہ لیا جائیگا تو باقی رہیگی اصل نماز
اور وہ سکون ہے بالاجماع تو اس صورت مین بھی رفع یدین کرنا چٹ ہو گیا۔ اب رہا
عمل حنفیوں کا حسب الحکم اسکنوا فی الصلوة کے اور حسب الفرمان قوموا
للہ قانتین

فصل ہاتھ تحت السرہ یا فوق السرہ رکھنے کی تحقیق مین

حضرات وہابی جب نماز کو کھڑے رہتے ہین تو باندھتے ہین دونون ہاتھ نکو سینے
پر باین طور کہ پہنچاتے ہین بایان ہاتھ داہنی کہنی تک اور داہنا بائین کہنی تک
اور ارباب بصیرت پر یہ امر مخفی نہین کہ اس فعل مین پہلی تو مشابہت ہی کشتی کردنیسے
اور پھر مخالفت ہی حدیث صریح سے کہا ابوبکر بن شیبہ نے جو بخاری کے شیخ ہین

حدثنا وکیع عن موسیٰ بن عمیر عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابیه
قال رایت النبی صلی اللہ علیه وسلم وضع یمینه علی شماله
فی الصلوٰة تحت السرة حدیث کی ہمکو وکیع نے موسیٰ سے اُسنے ابن عمر
سے اونے علقمہ بن وائل بن حجر سے اسنے اپنے باپ سے کہا دیکھا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھا آپنے داہنا ہاتھ بائین پر نماز مین نیچے
ناف کے اور صحیح ہے یہ حدیث اوپر شرط مسلم کے اور روایت ہے ابو جحیفہ سے
قال علیؓ من سنة الصلوٰة وضع الایدی تحت السرة وفی رواية من
السنة وضع الاکف علی الاکف تحت السرة کہا علیؓ نے سنت نماز سے
رکھنا ہاتھونکا ہے نیچے ناف کے اور ایک روایت مین ہے کہ رکھنا ہتیلیون کا
ہے ہتیلیون پر ناف کے نیچے اور بحر الرائق مین ہے عن النبی صلی اللہ علیه
وسلم قال ثلث من سنن المرسلین وذکر من جملتها وضع الیمین
علی الشمال تحت السرة روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا
تین چیزین سنن مرسلین سے ہین اور ذکر کیا اون تمام مین سے رکہنا داہنے
ہاتھ کا بائین پر نیچے ناف کے پس ثابت ہوا ان دلائل مذکورہ سے کہنا
ہاتھونکا ناف کے نیچے اور حضرت وہابیہ رکھتے ہین ہاتھون کو ناف
کے اوپر بطریق مذکورہ کے اور استدلال کرتے ہین اوس حدیث سے
جو ابن خزیمہ نے صحیح اپنی مین روایت کی ہے عن وائل بن حجر
قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ وسلم ووضع یدہ
الیمنی علی یدہ الیسریٰ علی صدرہ روایت ہے وائل بن حجر سے کہا نماز
پڑھی مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور رکھا ہاتھ دہنا
اپنا اوپر بائین کے سینہ پر سو یہ حدیث مقابلہ مین حدیث وکیع کے

صحیح ہے کیونکہ یہ حدیث معلول ہوا سلیے کہ جب امام شافعی آ کے اُس حدیث
کی طرف قبل آپکے یا بعد آپکے کوئی گیا نہیں ہرگاہ ہولی یہ حدیث معلول
تو نہ صلاحیت رہی اسمین معارضہ کی حدیث وکیع سے نہیں رہا مذہب
احناف شیب بسبب باندھنے ہاتھوں کے زیر ناف کہ جو مائل طرف خشوع
وخشوع کے ہے اور ہوے اُسکو مؤید یہ آیت وَهُمْ خَاشِعُونَ

فصل وتر کی تحقیق مین لامذہب وتر کی ایک رکعت پڑھتے
ہین اور اسکو طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہین اور حال یہ کہ ابن
عبد البر نے عثمان بن محمد بن ربیعہ بن عبد الرحمن سے روایت کی ہے کہ حدثنا
عبد العزیز الدراوردی عن عمرو بن یحیی عن ابیہ عن ابی سعید
انہ نہی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن البتیراء
ان یصلی الرجل واحدۃ یوتر بہا حاصل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بتیراء سے منع فرمایا ہے یعنی ایک رکعت وتر کی پڑھنے سے اور اسکو بتیراء
کہا ہے اور مستدرک حاکم مین عائشہؓ کی روایت صحیح ہے کہ فرمایا کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلث لا یسلم الا فی اخرھن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے ساتھ تین رکعت کے نہیں
سلام پھیرتے تھے مگر انکے اخیر مین۔ اور روایت کیا ہے ابوبکر ابن ابی شیبہ
نے ابی سلمہ سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلث من اخر
اللیل تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخر رات مین ساتھ تین رکعت کے
وتر پڑھتے تھے اور روایت ہے ابی بن کعب سے ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان یوتر بثلث رکعات یقرأ فی الاولی بسبح اسم
ربک الاعلی وفی الثانیۃ بقل یا ایہا الکافرون وفی الثالثۃ

بقل ہو اللہ روایت کیا اسکو نسائی نے ساتھ بہت سند نیک یعنی رسول اللہ
وتر کی تین رکعت پڑہتے تھے اول مین سبح اسم ربک الاعلے اور
ثانی مین قل یا ایہا الکافرون اور ثالث مین قل ہو اللہ پڑہتے
تھے۔ اور اجماع صحابہ کا اور مسلمین کا بہی وتر کی تین رکعت ہونے پر ہے
روایت کی ہے طحاوی نے حدثنا ابو بکرۃ حدثنا ابو داؤد حدثنا
ابو خالد قال سئلت ابا العالیۃ عن الوتر فقال علمنا اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الوتر مثل صلوۃ المغرب
ہذا وتر اللیل وہذا وتر النہار حاصل یہ ہے کہ ابو خالد نے
کہا کہ مین نے ابو العالیہ سے وتر کی کیفیت پوچہی تب اوسنے
جواب دیا کہ وتر مثل مغرب کے نماز کے ہے یہ وتر دن کا ہے
اور وہ وتر رات کا ہے پس ثابت ہوا کہ مقتضای احادیث
مذکورہ وتر کی تین رکعت پڑہنے کو ہے ایک سلام سے اور وہابیہ
پڑہتے ہین ایک رکعت اور استدلال کرتے ہین احادیث
غیر معمولہ سے کہ مقابل مین احادیث و آثار و اجماع کے
اون کی تنسیخ ثابت ہے پس اس صورت مین ہوگا حنفیون
کا عمل برفقہ موافق حدیث اور عمل وہابیون کا مخالف حدیث
چونکہ مین باہر کاب سفر ہون اس سے زیادہ اس بحث کو
طول نہین دیسکتا مگر حضرات وہابیہ کی خدمت مین التماس
یہ ہے کہ اگر رسالہ ہذا کارد تحریر فرمائین تو حوا جد منشا ہرہ اور قرآن
وحدیث کا ضرور لحاظ رکہین اور براہ عنایت ایک رسالہ بہ مقام
دلمن حیدرآباد محکمہ مجلس مال گذاری سرکار عالی مین مدا ختم آ متم

کے پاس ارسال فرمائیں اور بعونہ تعالی رد الرد بین اوسکا جواب باصواب بالتشریح والتوضیح پائیں اور اگر سوانح مرقومہ راقم کے بدیدۂ غور اور بچشم انصاف ملاحظہ فرما کر ختم اللہ الی الغیر کے سے بچکر تحریرات صحیحہ آئمہ کو قبول و منظور فرمائیں اور طریق ضلالت سے براہ ہدایت آئیں تو عند اللہ ہمکو بھی کبھی دعائے خیر سے یاد کریں وہو مجیب الدعوات اللهم اهدنا الی صراط المستقیم ونجنا من عذاب الجحیم برحمتك یا غفور یا رحیم

تقریظ

تقریظ و تاریخ رقمزدہ کلک گہر سلک جناب مقدس مآب عالم علوم معقول و منقول حاوی فروع و اصول حضرت مولانا مولوی محمد رضا علی صاحب بنارسی دامت برکاتہم حال اردکالکم

نعم البرهان المبین لاسکات غیر المقلدین وهو السیف القاطع لاعناق اوهام غیر المقلدین المضلین الضالین في ید المقلدین لائمة الدین المتین وهو العلیم النصیر المعین حرره الحقیر الفقیر محمد رضا علی البنارسي الفاروقي الحنفي المجددي النقشبندی غفر الله له ولآبائه ثم

قلت مورخا

الف تخیر المبین اُرجوزۃً		مُسکتا ردًا لجمع المنکرین

للرضوان جنات النعیم	قال مرغوب بنا عدد السنین
	۱۳۰۱ھ

تقریظ ثانی

چکیدۂ قلم بلاغت رقم جناب مولوی محمد عبد القادر صاحب اول مدرس عربی مدرسہ کالج ہوگلی مؤلف کتاب تذکرۃ المذاہب

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين

اما بعد فقد اطلعت على بعض ما حرره المولوي ابو الخير محمد خير الكبير اعانه فيه هو الله المعين من الجواب عن السوال في هذا الكتاب المسمى بالبرهان المبين لاسكات غير المقلدين فوجدته سيفا صارما لقطع اعناق ضلالة الضالين المضلين وقامعا كاملا لاساس البدعة للوهابيين ورايته موافقا لمذهب امام الائمة المجتهدين فان هذا كان جزاء وكان سعيه مشكورا فكان عمله هذا مبرورا ولكن المضلين قد اضلوا كثيرا فلم يزدهم دعائي الا فرارا كيف لا وقد قال الله تعالى ولا تزد الظالمين الا ضلالا كتبه الفقير الى ربه الكبير محمد عبد القادر غفر له الخبير

قطعہ تاریخ طبع از جناب حاجی احمد جان صاحب سوداگر متوطن دہلی مقیم دہلی

علامۂ دین خیر مبین پاک نہاد
احمد بے رسالتش بدعا گفت چنین
چون نسخہ برہان مبین کرد ارشاد
شمشیر مبین بے سر بدعین باد

۱۳۱۵

ایضاً

نتیجہ فکر آسمان پیوند جناب مولوی ابو الخیر محمد سعید صاحب

سلمہ مہتمم کلکتہ مطبع مجتبی دام لطفہ

جناب مولوی خیر المبین حیدر آبادی
چنان در مطبع حافظ نجف صاحب بکلکتہ
بوقت جستن تاریخ درگوشش سعید آواز
نوشتہ نسخہ کان بہر ایمان جوہر
شدہ مطبوع از نورش تجلی جلوہ گر شد
ز مریخ فلک آمد کہ واہ تیغ بر سر

۱۳۱۵

ایضاً

قطعہ تاریخ از جناب کاتب حروف کتاب ہذا محمد ظہور اللہ

ظہور عفی اللہ الشکور لکھنوی حال مقیم کلکتہ

بہر دفع غیر تقلید این رسالہ
اچہ خوش مطبوع طبع اہل این سنت
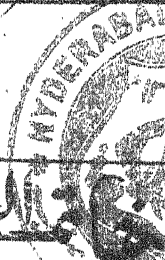
ظہور از بحر فکر سال تاریخ
برامد گوہر تیغ مبین سنت

۱۳۱۵ھ

خاتمہ الطبع

الحمد والمنۃ کہ این رسالہ عجیبانہ مولفہ جناب فضیلت مآب مولوی ابو محمد خیر المبین خانصاحب حیدر آبادی عم فیوضہ در مطبع احقر کمترازخاک محمد علی نجف نجف رامپوری کہ واقع کلکتہ روبیا گلی نمبر ۲ بتاریخ بست ونہم ربیع الاول ۱۳۱۵ھ وجنوری ۱۸۹۸ع حلیۂ انطباع پوشید